سورہ روم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○ ایت نمبر(۳۱۔۳۲)

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ○ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَھُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا کُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَیۡھِمۡ فَرِحُوۡنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

﴿۲۳ جمادی ا لثانی ۱٤۳۲ھ بمطابق 27مئی 2011﴾

عنوان

عزت دین میں ہے

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اب آپ خطبہ جمعة المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَھْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدْ (البلد:۴)

﴿ کہ ہم نے انسان کو مشقت میں رہنے والا پیدا کیا ہے ﴾

معزز سامعین: میرے آج کے خطبہ کا عنوان ہے۔عزت دین میں ہے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت مجھے حق اور سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر حال آزمائش کا حال ہے:

دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے۔دنیا دار الفنا ہے اور آخرت دار البقاء ہے دنیا دار الغرور ہے اور آخرت دار السرور ہے۔

ہم سب کے سب یہاں مسافر ہیں۔ہم خوشی کے عالم میں ہوں یا غم کے عالم میں، صحت مند ہوں یا بیمار، مشغول ہوں یا فارغ، ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، ہمارا سفر ہر حال میں جاری وساری ہے ہم اپنی منزل کی طرف ہر وقت رواں دواں ہیں۔ہر دن ہمیں منزل کے قریب سے قریب تر کر رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ دنیا امتحان گاہ بھی ہے لہذا یہاں ہر انسان آزمایا جا رہا ہے۔

پروردگار عالم کسی کو کھلا رزق دے کر آزماتے ہیں اور کسی کا رزق تنگ کر کے آزماتے ہیں۔کسی کو عزت دے کر آزماتے ہیں اور کسی کو ذلت دے کر آزماتے ہیں۔کوئی صحت کی کیفیت میں آزمائش میں ہے اور کوئی بیماری کی حالت میں آزمائش میں ہے کامیاب انسان وہ ہے جو ہر حال میں اللہ رب العزت کے حکموں کو مدِ نظر رکھے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک سنتوں پر عمل کرے

حقیقی معنوں میں بے وقوف انسان:

اس دنیا میں اللہ رب العزت نے ایسے جال اور پھندے بنوا دیئے ہیں کہ انسان ان مین الجھ کر رہ جاتا ہے۔بڑے بڑے عقلمندوں کو دھوکے لگتے ہیں کہنے کو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں مگر ان کو نماز کی فکر ہی نہیں ہوتی۔

کہنے کو بڑے ذہین ہوتے ہیں لیکن اللہ کے گھر کا دروازہ کبھی دیکھا ہی نہیں ہوتا۔ایسا عقلمند حقیقت میں بے وقوف انسان ہوتا ہے۔اس لئے اللہ رب العزت نے کافروں کے بارے میں کہا ہے،

ذَالِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿یہ لوگ وہ قوم ہیں جنہیں عقل ہی نہیں﴾

ان کو حقیقت سمجھ میں ہی نہیں آتی کہ اصل بات کیا ہے انسان وقتی لذتوں اور واہ واہ کے پیچھے ایسا الجھ جاتا ہے کہ مقصود حقیقی سے نظر ہٹ جاتی ہے

جاہی اور باہی گناہ:

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) جاہ سے تعلق رکھنے والے گناہ (۲) باہ سے تعلق رکھنے والے گناہ۔ جاہ سے مراد وہ گناہ ہیں جو مقام اور مرتبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً مجھے بڑا عالم سمجھا جائے.....جو صفات مجھ میں ہیں وہ کسی اور میں نہیں.....اعرفونی (مجھے پہچانو) دوسرا گناہ باہ یعنی شہوت سے تعلق رکھتے ہیں ان دونوں جو گناہ جاہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ زیادہ نقصان دہ ہیں کیونکہ عمومی طور پر جو انسان باہ کے گناہوں میں ملوث ہوتا ہے اس کے دل میں ندامت ہوتی ہے وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو مجرم سمجھ رہا ہوتا ہے لہٰذا اس کی ندامت کسی بھی وقت معافی کا سبب بن سکتی ہے لیکن جاہ کے گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھ رہا ہوتا ہے۔ عجب، خود پسندی اور تکبر یہ جاہی گناہ ہیں۔ ایسے گناہوں کا انسان کے اندر سے نکلنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ خود پسندی اور تکبر تو اتنے خطرناک گناہ ہیں کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ

﴿جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوسکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا﴾

یاد رکھیئے: کہ نیکی کے ساتھ خود پسندی، عجب اور تکبر بھی چلتا رہتا ہے۔ آدمی ایک طرف پرہیزگاری کی زندگی بھی گزارتا ہے مگر دوسری طرف اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتا۔ کہ لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو گرانا بہت آسان ہے مگر اپنی نظر میں اپنے آپ کو گرانا بہت مشکل ہے۔ انسان اللہ کا دوست اس وقت بنتا ہے جب اپنے آپ کو اپنی نظر میں گراتا ہے اسی لئے سیدنا عمر فاروقؓ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرً ﴿اے اللہ! مجھے میری نظر میں چھوٹا بنادے﴾

آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حکم:

دنیا فانی ہے اور اس کی حقیقت کھیل تماشے سے زیادہ نہیں ہے اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ (العنکبوت:۶۴) ﴿اور یہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل تماشا﴾

اس لئے چاہیے کہ انسان کے دل میں دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے اور اس کے اندر اللہ رب العزت کی محبت آجائے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا اللہ رب العزت کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے یہ پیغام پہلی کتابوں میں بھی دیا گیا ہے اور آخری کتاب میں بھی اللہ رب العزت نے اس بات کو کھول کر بیان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى

﴿تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے﴾

یہ ایسا پیغام ہے جو انسانیت کو شروع سے لے کر آج تک مل رہا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰىo صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰىo بیشک یہی کچھ پہلے صحیفوں میں بھی تھا، ابراہیم اور موسیٰ کے

صحیفوں میں (الاعلیٰ:۱۸۔۱۹) ہمیں ان آیات میں آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔اگر دنیا فنا ہونے والا سونا ہوتا اور آخرت باقی رہنے والی ٹھیکری ہوتی تو پھر بھی عقل کا تقاضہ یہ تھا کہ ہم آخرت کو دنیا پر مقدم کرتے جب کہ معاملا الٹ ہے۔ دنیا فنا ہونے والی ٹھیکری کی طرح ہے اور آخرت باقی رہنے والے سونے کی مانند ہے ہم اس آخرت کو بھول جاتے ہیں اور دنیا کی چاہتوں کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔دنیا سے کنارہ کشی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان دین کو دنیا پر ترجیح دے جس شخص نے دین کو دنیا پر ترجیح دینا شروع کر دیا اس نے گویا دنیا سے کنارہ کشی شروع کر دی۔دنیا میں اتنے پھندے ہیں کہ ہلاک ہونے والوں پر تعجب نہیں ہوتا بلکہ تعجب ان پر ہوتا ہے جوان پھندوں سے ایمان سلامت لے کر چلے جاتے ہیں کہ وہ کتنے عظیم لوگ ہیں۔۔فرمایا کہ تعجب ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بغیر محنت کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔اور ہم یہاں دنیا سمیٹنے کیلئے محنت کرتے ہیں جب کہ آخرت کو محنت کے ساتھ مشروط کیا ہے اور ہم اس کے لئے ہرگز محنت نہیں کرتے۔

..یاد رکھئے کہ اس دنیا میں سب طمع کے یار ہیں۔اصل یار اللہ رب العزت ہے یا پھر اللہ کے پیارے محبوب ﷺ ہیں یا پھر وہ اولیاء جوان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔اس کے علاوہ ہر ایک کو طمع ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ تعلق رکھتا ہے۔رہ گئی بات رشتہ داری اور برادری کی، ان کو تو اگر اپنے گوشت کا قیمہ بنا کر بھی کھلا دو تو پھر بھی وہ خوش نہیں ہوں گے۔

دنیا کی حقیقت:

حقیقتِ دنیا دیکھئے کہ ایک انسان کا بہترین لباس ریشم کا لباس ہے جو ایک کیڑے کی تھوک ہے اور انسان کا بہترین مشروب شہد ہے اور یہ ایک مکھی کا لعاب ہوتا ہے۔کیڑے کی تھوک ریشم بنا اور مکھی کا لعاب شہد بنا۔یہ ریشم اور شہد دنیا کا بہترین لباس اور بہترین مشروب ہے یہ حقیقت ہے دنیا کی کہ جس کے پیچھے لگ کر انسان اپنے مالک کو ناراض کر لیتا ہے۔یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔

وہ مزہ شاہی میں نہیں:

جو انسان رب کریم کو راضی کر لیتا ہے پھر اللہ رب العزت اسے دنیا میں بھی عزت دیتے ہیں اور آخرت میں بھی عزتیں دی جاتیں ہیں۔اس دین کی لائن سے وہ عزتیں ملتی ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگنے والوں کو نہیں ملتیں...دین اسلام میں عجیب لذت ہے..ایسا تو ہوا کہ وقت کے بادشاہ نے شاہی چھوڑ دی اور اس نے فقیری اختیار کر لی لیکن آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی باخدا فقیر نے فقیری چھوڑ کر شاہی اختیار کر لی ہو۔یہ سچی بات ہے جو مزہ فقیری میں ہے وہ مزہ شاہی میں نہیں ہے۔

صبر جمیل اور ہجر جمیل:

دو باتوں کی وجہ سے انسان دنیا کے معاملات کو بہت جلد سمیٹ لیتا ہے۔(۱) صبر جمیل (۲) ہجر جمیل

صبر جمیل اسے کہتے ہیں کہ کوئی بھی ناگوار کام ہو تو انسان صبر کرے اور شکوہ ہرگز نہ کرے۔چنانچہ مفسرین نے بھی صبر کی تعریف کرتے ہوئے

کہا ہے کہ۔اَلصَّبرُ اَلَّتِیْ لَاشِکْوٰ ی فِیْہِ [صبر وہ ہوتا ہے جس کے اندر شکوہ نہ ہو]

اگر کسی نے دکھ بھی دیا ہو تو انسان اس سے شکوہ ہی نہ کرے۔مومن دنیا کی خطر نہیں الجھتا۔اسے اگر کوئی تکلیف پہنچتی بھی ہے تو وہ ''صبر جمیل'' کا مظاہرہ کرتا ہے۔اگر کوئی بہت ہی زیادہ ایسا معاملہ ہو تو ''ہجر جمیل'' پر عمل کرتا ہے۔ہجرِ جمیل کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ اس سے اچھے ا نداز میں جدائی اختیار کر لیتا ہے۔آج تو تعلق بھی ہوتا ہے اور عداوت بھی چلتی ہے۔

دشمن کے رنگ میں ایک دوسرے کی خیر خواہی بھی کر رہے ہوتے ہیں...کچھ پتہ نہیں چلتا کہ دوست کون ہے اور دشمن کون ہے۔اس دنیا میں انسان کو مختلف قسم کے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے خوشی بھی امتحان ہے اور غم بھی امتحان ہے مگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اگر میرے بندے کو خوشی ملے تو یہ میری بارگاہ میں شکر ادا کرے اور اگر اس کو کوئی غم ملے تو یہ اس پر صبر کر کے میرے نیک بندوں میں شامل ہو جائے۔شکر کرنے والا بھی جنتی ہے اور صبر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ''آمین''

دُعائیں

اے ربّ العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرما دے

اے ربّ العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے ربّ العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے ربّ العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے ربّ العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے ربّ العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے

اے ربّ العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے ربّ العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے
بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے ربّ العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائینگے

اے ربّ العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے ربّ العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے آئیے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ: